اذان کے دوران سحری کرنے سے متعلق ایک حدیثِ پاک کی شرح

ریفرنس نمبر: Lar 6628

تاریخ: 09-06-2017

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روزہ دار سحری کے وقت کھانا کھا رہا ہو کہ اس دوران سحری کا وقت ختم ہو جائے، صبح صادق طلوع کر آئے اور فجر کی اذان شروع ہو جائے تو اب روزہ دار کا کھانا جاری رکھنا کیسا ہے؟ بعض لوگ سنن ابو داؤد شریف کی درج ذیل روایت کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ سحری کا وقت ختم ہو جانے کے باوجود فجر کی اذان کے وقت کھانا درست ہے۔ روایت یہ ہے: ”عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إذا سمع أحدكم النداء والإناء على يده فلا يضعه حتى يقضي حاجته منه»“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نداء سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو جب تک اس سے اپنی حاجت نہ پوری کرے، اسے نہ رکھے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی الرجل یسمع النداء والاناء علی یدہ، ج02، ص304، مطبوعہ بیروت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بحکم قرآن سحری کرنے کی اجازت اس وقت تک ہے جب تک فجر یعنی صبح صادق طلوع نہ کرے، جب فجر یعنی صبح صادق طلوع کر آئے اس کے بعد روزہ دار کے لیے کھانا کھانا حرام ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ **(سورۃ البقرۃ، پ02، آیت 187)**

اس آیت مبارکہ کے تحت محمد بن جریر طبری (متوفی: 310ھ) تفسیر طبری میں تحریر فرماتے ہیں: ”عن ابن عباس: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر﴾ يعني الليل من النهار فأحل لكم المجامعة والأكل والشرب حتى يتبين لكم الصبح، فإذا تبين الصبح حرم عليهم المجامعة والأكل والشرب حتى يتموا الصيام إلى الليل“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے اس آیت مبارکہ "اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے" کی تفسیر میں مروی ہے کہ سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے جدا ہو جائے، اس سے مراد ہے کہ رات دن سے جدا ہو جائے۔ پس تمہارے لیے ہمبستری اور کھانا پینا اس وقت تک حلال ہے جب تک تمہارے لیے صبح نہ ظاہر ہو جائے پس جب صبح ظاہر ہو جائے تو روزہ داروں پر ہمبستری، کھانا پینا حرام ہے یہاں تک کہ وہ روزے کو رات تک پورا کریں۔ **(تفسیر طبری، ج03، ص511، موسسۃ الرسالۃ)**

اسی طرح صحیح احادیث مبارکہ میں بھی اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ سحری اسی وقت تک کھانی ہے جب تک صبح صادق نہ ہو جائے پس جب صبح صادق ہو جائے تو اب سحری کرنا ختم کر دیا جائے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے: ” عن سمرة بن جندب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا يغرنكم من سحوركم أذان بلال، ولا بياض الأفق المستطيل هكذا، حتى يستطير هكذا» وحكاه حماد

بیدیه، قال: یعني معترضا" ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں تمہاری سحری سے دھوکے میں نہ ڈالے بلال کی اذان اورنہ افق کی اس طرح لمبی سفیدی یہاں تک کہ اس طرح پھیل جائے اور حماد نے اس کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ بیان کیا، فرمایا: یعنی چوڑائی میں۔

(صحیح مسلم، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغیره حتی یطلع الفجر الخ، ج02، ص770، بیروت)

صحیح مسلم میں اس سے اگلی روایت یوں ہے: " عن سوادة قال: سمعت سمرة بن جندب رضي الله عنه، وهو يخطب يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: «لا يغرنكم نداء بلال ولا هذا البياض حتى يبدو الفجر - أو قال - حتى ينفجر الفجر»" ترجمہ: حضرت سوادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ کو خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہ تمہیں بلال کی اذان دھوکے میں ڈالے اور نہ یہ سفیدی یہاں تک کہ فجر ظاہر ہو جائے یا فرمایا: یہاں تک کہ فجر پھوٹ پڑے۔

(صحیح مسلم، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغیره حتی یطلع الفجر الخ، ج02، ص770، بیروت)

پس آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سحری کرنے کا وقت طلوع صبح صادق تک ہے جب صبح صادق طلوع کر آئے تو اب روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہے۔

اب رہی وہ روایت جو سنن ابی داؤد کے حوالے سے سوال میں مذکور ہے تو اس کی توجیہات میں محدثین نے درج ذیل کلام فرمایا ہے:

سنن ابی داود کی روایت میں جو لفظ "نداء" مذکور ہے اس کا مطلب ہے نماز کے لیے بلانا۔

(الف) اب اس بلانے سے مغرب کی نماز کی اقامت بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جب کسی کا روزہ ہو اور مغرب کی نماز کی اقامت اس حال میں ہو کہ اس کے سامنے کھانا ہو تو اپنی حاجت پوری کرلے۔

اس معنی کی تائید صحیح ابن حبان میں ہے: " عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا أقيمت الصلاة وأحدكم صائم فليبدأ بالعشاء قبل صلاة المغرب ولا تعجلوا عن عشائكم" ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نماز قائم کی جائے اور تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسے چاہیے مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالے اور اپنے رات کے کھانے سے جلدی نہ کرو۔

(صحیح ابن حبان، باب فرض الجماعة والاعذار التی تبیح ترکها، ج05، ص422، موسسة الرسالة، بیروت)

اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا جس دن روزہ ہوتا اور رات کا کھانا آجاتا تو آپ پہلے کھانا کھاتے پھر نماز ادا فرماتے۔

چنانچہ صحیح ابن حبان میں ہے: " كان ابن عمر إذا غربت الشمس وتبين له الليل، فكان أحيانا يقدم عشاءه وهو صائم والمؤذن يؤذن، ثم يقيم وهو يسمع فلا يترك عشاءه ولا يعجل حتى يقضي عشاءه، ثم يخرج فيصلي، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تعجلوا عن عشائكم إذا قدم إليكم" ترجمہ: جب سورج غروب ہوتا اور رات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے لیے واضح ہو جاتی تو بعض اوقات آپ کے سامنے رات کا کھانا لایا جاتا اور آپ روزے سے ہوتے اور موذن اذان کہتا پھر اقامت کہتا اور آپ سن رہے ہوتے تھے تو اپنا رات کا کھانا ترک نہ فرماتے اور جلدی نہ کرتے جب تک رات کا کھانا مکمل نہ کر لیتے پھر باہر تشریف لے جا کر نماز ادا فرماتے اور فرماتے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے سامنے رات کا کھانا لایا جائے تو اس سے جلدی نہ کرو۔

(صحیح ابن حبان، باب فرض الجماعة والاعذار التی تبیح ترکها، ج05، ص420، موسسة الرسالة، بیروت)

(ب) اس بلانے سے اذان بھی مراد ہو سکتی ہے اور اگر اذان مراد ہو تو پھر اس میں احتمال ہے کہ یا تو مغرب کی اذان مراد ہے کہ اگر کسی اور مقصد کے لیے برتن ہاتھ میں لیا ہوا تھا کہ اذان ہو گئی تو اب برتن رکھنے سے پہلے افطار کر لو تاخیر نہ کرو۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: ”وقال ابن حجر تبعا للطيبي: إيماء ويصح أن يراد من الحديث طلب تعجيل الفطر، أي إذا سمع أحدكم نداء المغرب وصادف ذلك أن الإناء في يده لحالة أخرى فليبادر بالفطر منه ولا يؤخر إلى وضعه“ ترجمہ: اور ابن حجر نے طیبی کی اتباع میں اشارۃً فرمایا کہ اس حدیث سے افطار میں تعجیل کی طلب مراد لینا بھی صحیح ہو سکتا ہے یعنی مطلب یہ ہو گا کہ جب تم میں سے کوئی مغرب کی اذان سنے اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں کسی دوسرے مقصد کے لیے برتن ہو تو اس سے افطار کرنے میں جلدی کرے اور اس کے رکھنے تک افطار کو موخر نہ کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب فی مسائل متفرقۃ من کتاب الصوم، ج04، ص1384، دار الفکر، بیروت، لبنان)

اسی طرح فیض القدیر میں علامہ مناوی علیہ الرحمۃ اس کا ایک احتمال یہی بیان فرماتے ہیں، عبارت یہ ہے: ”وقيل المراد أذان المغرب فإذا سمعه الصائم والإناء في يده فلا يضعه بل يفطر فورا محافظة على تعجيل الفطر“

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، باب الهمزة، ج01، ص377، المكتبة التجارية، مصر)

(ج) یا اس سے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ اذان مراد ہو گی جو صبح صادق ہونے سے پہلے رات میں اذان دیتے تھے۔ تو اب مطلب ہو گا کہ بلال کی اذان ہو اور تم سحری کھا رہے ہو تو سحری کھانا بند نہ کرو بلکہ کھاتے رہو جب تک عبد اللہ ابن ام مکتوم اذان نہ دے۔ پس اب بھی اگر کہیں کوئی صبح صادق سے پہلے اذان دیتا ہے اور سحری کرنے والے کو معلوم ہے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو وہ کھانا پینا جاری رکھ سکتا ہے جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو جائے۔ السنن الکبری للبیہقی میں ہے: ”وقول النبي صلى الله عليه وسلم "إذا سمع أحدكم النداء والإناء على يده" خبرا عن النداء الأول ليكون موافقا لما أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنبأ أبو الفضل بن إبراهيم، ثنا أحمد بن سلمة، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنبأ جرير، والمعتمر بن سليمان، عن سليمان التيمي، عن أبي عثمان النهدي، عن عبد الله بن مسعود، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا يمنعن أحدا منكم أذان بلال من سحوره، فإنما ينادي ليوقظ نائمكم، ويرجع قائمكم“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: "جب تم میں سے کوئی نداء سنے اور اس برتن اس کے ہاتھ میں ہو" اس میں یہ احتمال ہے کہ یہاں پہلی اذان کے متعلق بات کی گئی ہو، اور یہ احتمال اس لیے بیان کیا ہے تاکہ یہ اس روایت کے موافق ہو جائے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے کہ وہ اذان اس لیے دیتے ہیں کہ تم میں سے سونے والا جاگ جائے اور قیام کرنے والا واپس آ جائے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الصیام، ج04، ص369، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اس معنی کی تائید میں بخاری شریف کی یہ روایت ہے: ”عن عبد الله بن عمر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «إن بلالا ينادي بليل، فكلوا واشربوا حتى ينادي ابن أم مكتوم» “ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال رات میں اذان دیتے ہیں تو تم کھاؤ اور پیو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان بعد الفجر، ج01، ص127، دار طوق النجاۃ)

اسی معنی کی تائید و وضاحت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا فتوی بھی ہے۔ چنانچہ مصنف عبد الرزاق میں ہے: ”سئل ابن عباس عن الرجل يسمع الأذان، وعليه ليل قال: «فليأكل» “ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے اس شخص کے متعلق سوال کیا

گیا جو اذان سنتا ہے حالانکہ ابھی رات باقی ہے تو جواب میں فرمایا: اسے کھانا کھاتے رہنا چاہیے۔
(مصنف عبد الرزاق، باب الطعام والشراب مع الشک، ج04، ص172، المجلس العلمی، الھند)

علامہ خطابی (متوفی: 388ھ) سنن ابی داود کی شرح معالم السنن میں سنن ابی داود کی سوال میں مذکور روایت ذکر کرنے کے بعد اسی توجیہ کو اپنے ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: " قلت هذا على قوله إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم " ترجمہ: میں کہتا ہوں: یہ روایت آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق ہے کہ بلال رات میں اذان دیتے ہیں تو تم اس وقت تک کھاو پیو جب تک ابن ام مکتوم نہ اذان دے۔ **(معالم السنن، کتاب الصیام، ومن باب الرجل یسمع النداء والاناء علی یدہ، ج02، ص106، المکتبۃ العلمیۃ)**

مرقاۃ میں اسی روایت کی توجیہ میں یہ لکھا ہے: " وهذا إذا علم أو ظن عدم الطلوع وقال ابن الملك: هذا إذا لم يعلم طلوع الصبح، أما إذا علم أنه قد طلع أو شك فيه فلا " ترجمہ: اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ سحری کرنے والے کو معلوم ہو یا ظن غالب ہو کہ ابھی صبح صادق طلوع نہیں ہوئی اور ابن ملک نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جبکہ اسے صبح صادق کے طلوع کا علم نہ ہو بہر حال جب اسے طلوع کا علم ہو جائے یا اس میں شک ہو تو اس صورت میں کھانا جاری رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب فی مسائل متفرقۃ من کتاب الصوم، ج04، ص1384، دار الفکر، بیروت)

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر میں علامہ مناوی (متوفی: 1031ھ) علیہ الرحمۃ نے بھی مرقاۃ کی مثل تاویل فرمائی ہے اور علامہ رافعی سے علامہ خطابی کی مثل روایت کیا ہے کہ اس سے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی رات والی اذان مراد ہے۔ چنانچہ عبارت یہ ہے: " (إذا سمع أحد كم النداء) أي الأذان للصبح وهو يريد الصوم (والإناء) مبتدأ (على يده) خبره (فلا يضعه) نهي أو نفي بمعناه (حتى يقضي حاجته) بأن يشرب منه كفايته ما لم يتحقق طلوع الفجر أو يظنه يقرب منه وما ذكر من أن المراد به أذان الصبح هو ما جزم به الرافعي فقال: أراد أذان بلال الأول بدليل إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم "
(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، باب الھمزۃ، ج01، ص377، المکتبۃ التجاریۃ، مصر)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی

13 رمضان المبارک 1438ھ/09 جون 2017ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے